نے سو روپیہ ماہوار ہمیشہ کے لئے مرزا کے واسطے مقرر کر دیا۔ جو نواب کلب علی خاں مرحوم نے بھی بدستور مرزا کے اخیر دم تک جاری رکھا۔ اور غدر سے تین برس بعد جب مرزا ہر ایک الزام سے بری ثابت ہوئے سرکاری پنشن بھی جاری ہوگئی۔

لطیفہ۔

جب نواب یوسف علیخاں کا انتقال ہوگیا اور مرزا تعزیت کے لئے رام پور گئے چند روز بعد نواب کلب علیخاں مرحوم کا نواب لفٹنٹ گورنر سے ملنے کو بریلی جانا ہوا آنکی روانگی کے وقت مرزا بھی موجود تھے چلتے وقت نوابصاحب نے معمولی طور پر مرزا صاحب سے کہا "خدا کے سپرد" مرزا نے کہا حضرت۔ خدا نے تو مجھے آپکے سپرد کیا ہے آپ پھر اُلٹا مجھکو خدا کے سپرد کرتے ہیں"

قاطع برہان۔

جب مرزا دستنبو کو ختم کر چکے، اور اب بھی تنہائی اور سناٹے کا وہی عالم رہا؛ اُس وقت سوا اسکے اور کیا چارہ تھا کہ دوات اور قلم کو مونس اور رفیق سمجھیں، اور کچھ لکھ پڑھکر اپنا غم غلط کریں۔ اور دل بہلائیں مرزا پاس اُس وقت سواے برہانِ قاطع اور دساتیر کے کوئی کتاب موجود نہ تھی۔ برہان کو اُٹھا کر سرسری نظر سے دیکھنا شروع کیا۔ پہلی ہی نگاہ میں کچھ بے ربطیاں سی معلوم ہوئیں۔ پھر زیادہ غور سے دیکھا تو اکثر لغات کی تعریف غلط پائی۔ ایک ایک لفظ متعدد فصلوں میں مختلف صورتوں سے لکھا دیکھا شعرا نے جو الفاظ بطور مجاز و کنایہ کے استعمال کئے ہیں اُن کا ذکر بطور مستقل لغات کے دیکھا۔ طریقہ بیان اکثر بھونڈا اور اصولِ لغت نگاری کے خلاف پایا۔ بہت سے لغات کی ایسی تفسیر بھی دیکھی جسکے معنی بالکل سمجھ میں نہ آئے۔ مرزا نے یادداشت کے طور پر جو مقام قابلِ اعتراض نظر آئے اُنکو ضبط کرنا شروع کیا۔ شدہ شدہ وہ ایک کتاب بن گئی۔ جسکا نام قاطعِ برہان رکھا گیا، اور ۱۲۷۶ء میں چھپ کر شائع ہوگئی۔ پھر مرزا نے ۱۲۸۲ء میں باضافۂ دیگر مضامین و فوائد اُسکو دوسری بار چھپوایا اور اُسکا

نام درفشِ کاویانی رکھا۔

یہاں دو چار مثالیں اُن الفاظ کی درج مناسب معلوم ہوتی ہیں جن پر مرزا نے صاحب برہان کا تخطیہ کیا ہے۔ مثلاً صاحب برہان نے عنبر ارزاں کے معنی گیسوے رسول مقبول کے لکھے ہیں؛ اور پھر کہتا ہے کہ اُسکو عنبر لرزاں بھی کہتے ہیں۔ مرزا۔ صاحب برہان کی غلطی کا منشا یہ بتاتے ہیں کہ اُسنے نظامی کا یہ شعر دیکھا ہے جو لغت میں ہے "بوے گراں عنبر لرزاں دہی ✣ گرد وعالم وہی ارزاں وہی ✣ پس عنبر لرزاں میں اِستعارہ کو اصلی لغت قرار دیا اور دوسرے مصرع میں ارزاں کے موقع اور محل کو بالکل نہیں سمجھا اور آنحضرتؐ کی زلفِ عنبر بو جو دونوجہان کے بدلے میں بھی ارزاں ہو اُسکا نام عنبر ارزاں رکھدیا یا مثلاً برہان میں لکھا ہے "قافلہ شد بمعنی قافلہ رفت یعنی قافلہ سالار رفت کہ کنایہ از فوت شدن پیغمبر باشد" اوّل تو قافلہ شد کو ایک لغت قرار دینا ہی بے معنی ہے پھر اُسکے معنی قافلہ سالار رفت کہنا اور قافلہ سالار کے جانے سے وفات سرورِ کائنات مراد لینا غلط در غلط اور خبط در خبط ہے مرزا غلطی کا منشا مولانا نظامی کے اِس شعر کو بتاتے ہیں "قافلہ شد واپسیِ ما ببیں ✣ اے کسِ ما بیکسیِ ما ببیں ✣ یہ شعر مخزنِ اسرار کی مناجات میں واقع ہوا ہے مگر مرزا نے سہو سے اِسکو جامی کی طرف منسوب کیا ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے دوست اور رفیق اور ساتھی سب چل دیے اب تیرے سوا کوئی ہمارا یار و مددگار نہیں ہے یا مثلاً صاحب برہان لکھتا ہے کہ "ششش ضرب نتیجۂ خوب کنایہ از گوہر و زر باشد و کنایہ از نیک و کنایہ از شکر و عسل و اقسامِ میوہ ہا ہم ہست و بحذف ضرب ہم بنظر آمدہ کہ ششش نتیجۂ خوب باشد" مرزا نے جو اسکا خاکا اُڑایا ہے وہ طول طویل ہے خلاصہ یہ ہے کہ اِس مرکب اور بے معنی جملے کو لغت قرار دینا صاحب برہان ہی کا کام ہے اور اِس طرح کے صدہا الفاظ ہیں جن پر مرزا نے گرفت کی ہے اور طرح طرح کے

لغزشیں اور بے ربطیاں ہیں جو بغیر اسکے کہ درفشِ کاویانی کو اوّل سے آخر تک دیکھا جائے ذہن نشیں نہیں ہوسکتیں۔

جس وقت مرزا نے قاطع برہان لکھی ہے نہ اُس وقت اُنکے پاس ایک قلمی برہان کے سوا کوئی فرہنگ لغات تھی، اور نہ کوئی اور ایسا سامان موجود تھا جس پر تحقیقِ لغت کی بنیاد رکھی جاتی۔ پس جو کچھ اُنھوں نے لکھا یا محض اپنی یادداشت کے بھروسے پر اور یا ذوق و وجدان کی شہادت سے لکھا۔ باایںہمہ چند مقامات کے سوا۔ جہاں فی الواقع مرزا سے لغزش ہوئی ہے، اور بعض غلطیوں کا اُنھوں نے خود بھی اقرار کیا ہے۔ اُنکے تمام ایراد واجبی معلوم ہوتے ہیں۔ البتہ درفشِ کاویانی لکھتے وقت معلوم ہوتا ہے کہ فضلاے کلکتہ کی مصححہ و مطبوعہ برہان مرزا کے پیشِ نظر تھی۔

اِس کتاب کا شائع ہونا تھا کہ ہر کس و ناکس مرزا کی مخالفت پر کمربستہ ہوگیا۔ ایک قاطع برہان کے جواب میں مُحرِق قاطع، قاطعِ قاطع، مؤیدِ برہان، ساطعِ برہان وغیرہ چند رسالے لکھے گئے۔ مخالفت کی وجہ ظاہر ہے۔ تقلید نہ صرف امورِ مذہبی میں بلکہ ہر چیز، ہر کام، ہر علم، اور ہر فن میں ایسی ضروری شے ہوگئی ہے کہ تحقیق کا خیال نہ خود کسی کے دل میں خطور کرتا ہے؛ اور نہ کسی دوسرے کو اِس قابل سمجھا جاتا ہے کہ سلف کے خلاف کوئی بات زبان پر لائے۔ جو کتاب سو دو سو برس پہلے لکھی جاچکی ہے وہ وحی مُنزل کی طرح واجب التسلیم سمجھی جاتی ہے۔ پس مرزا کے اعتراضات برہانِ قاطع پر کیسے ہی صحیح اور واجبی ہوتے؛ ممکن نہ تھا کہ اُنکی سختی کے ساتھ مخالفت نہ کیجاتی۔

بعض لوگوں کو یہ خیال ہے کہ مرزا نے جو ازراہ شوخیِ طبع کے صاحبِ برہان کا جابجا خاکہ اُڑایا ہے اور کہیں کہیں الفاظِ ناملائم بھی غیظ و غضب میں اُنکے قلم سے ٹپک پڑے ہیں زیادہ تر اِس وجہ سے

مخالفت ہوئی؛ مگر یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اگر مرزا۔ صاحبِ برہان کی نسبت ایسے الفاظ نہ لکھتے توبھی مخالفت ضرور ہوتی۔ کیونکہ ہندوستان کے پُرانے تعلیم یافتہ۔ جو آج کل ایک نہایت کس مپرس حالت میں ہیں۔ اُنکے لئے کُنجِ خمول و گمنامی سے نکلنے کا کوئی موقع اسکے سوا باقی نہیں رہا کہ کسی سربرآوردہ اور ممتاز آدمی کی کتاب کا رد لکھیں اور لوگوں پر یہ ظاہر کریں کہ ہم بھی کوئی چیز ہیں۔

جو رسالے قاطع برہان کے جواب میں لکھے گئے ہیں جب اُن کو سرسری نظر سے دیکھا جاتا ہے تو مرزا کے اعتراضوں کے اکثر جواب بہت صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ ہر ایک مجیب برہان کی تائید اِسطرح کرتا ہے کہ جس طرح صاحبِ برہان نے لغت کی تحقیق کی ہے؛ اسی طرح فرہنگ جہانگیری، یا فرہنگ رشیدی، یا سراج اللغات، یا مؤید الفضلا، یا ہفت قلزم، یا کسی اور فرہنگ میں لکھا ہے۔ اور اِس سے بادی النظر میں صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کا اعتراض غلط ہے۔ مگر جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ فارسی لغات کی اکثر فرہنگیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں، اور جو فرہنگ سب سے پہلے لکھی گئی تھی پچھلوں نے زیادہ تر اُسیکا تتبع کیا ہے؛ تو کسی مجیب کے جواب کی کچھ وقعت باقی نہیں رہتی۔

ایران کے ایک مشہور مصنف رضا قلی خاں ہدایت نے ۱۲۸۸ھ میں یعنی مرزا کی وفات سے چار برس بعد فارسی لغت کی ایک مبسوط کتاب لکھی ہے۔ جو فرہنگِ ناصری کے نام سے موسوم ہے، اور مرزا کی وفات سے دس بارہ برس بعد ہندوستان میں آئی ہے۔ ظاہر ہے کہ فارسی لغات کے متعلق جو کچھ اُسنے لکھا ہے وہ بہرحال اُن فرہنگ نگاروں کی تحقیقات سے۔ جنھوں نے ہندوستان میں بیٹھکر فارسی لغت کی کتابیں لکھی ہیں۔ زیادہ معتبر اور زیادہ اطمینان کے لائق ہوگا۔ اُسنے اپنی فرہنگ کے شروع میں ایک باب فرہنگ جہانگیری، فرہنگ رشیدی، اور برہان قاطع،

تینوں کی غلطیوں اور لغزشوں کے بیان میں منعقد کیا ہے اور اُسکے بعد ایک باب میں صرف برہانِ قاطع کی غلطیاں ظاہر کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ اندلس ایک جزیرہ ہے ایک پہاڑ کے اوپر، یا غرناطہ ایک صوبہ ہے ہندوستان کا، یا چکاک کے تین معنی لکھے ہیں؛ پیشانی، قبالہ نویس، اور مہرکن (اور یہ تینوں معنی غلط لکھے ہیں) یا کروخ جو ایک قریہ ہے مضافات ہرات میں اُسکو برہان میں لکھا ہے۔ قریہ ایست از قرائے عالم۔ یہاں ازراہِ طنز صاحب فرہنگِ ناصری لکھتا ہے " فی الحقیقت تحقیقے دقیق فرمودہ است "، اسی طرح بہت سی غلطیاں صاحب برہان کی اِس باب میں ظاہر کی ہیں۔ اور اِسکے سوا اپنی تمام فرہنگ میں جا بجا اُسکا تخطیہ کیا ہے۔

جو اعتراض مرزا نے برہان پر وارد کیئے ہیں؛ اُنکی بھی جا بجا فرہنگِ ناصری سے تائید ہوتی ہے۔ ازاں جملہ لفظ آججیں، استخر و اصطخر، جمدر، باختر، راوش و زاوش، کارکیا، ویژہ داویژہ، اور اسی طرح کے اور بہت سے الفاظ کی تحقیق فرہنگِ ناصری میں مرزا کے بیان کے مطابق پائی جاتی ہے۔ اِسکے سوا برہان کے بیان کو جہاں مرزا نے بے معنی اور مہمل بتایا ہے؛ رضا قلی خاں بھی اُسکو مہمل بتاتا ہے۔ مثلاً لفظ انجگک کی تفسیر میں صاحب برہان لکھتا ہے " ہرچند فراشِ خیال جاروب سنبل بر جل خرسک ریش زند از پوست آں پاک نتواند " مرزا اِسکی نسبت لکھتے ہیں " فقرۂ اخیر مگر کلامِ دیوست؛ ہرگاہ خوبیِ تحقیق چناں وحسنِ عبارت چنیں باشد مقصودِ اصلی کہ معلوم کردنِ مجہولاتست از برہانِ قاطع چگونہ حاصل تواں کرد "، رضا قلی ازراہ طنز اِسی فقرے پر یہ لکھتا ہے " دریں مقام ایں انشائے بدیع وبیانِ بلیغ زادۂ طبعِ لئیمانِ بودہ۔ برہانِ ذوقِ سلیم وسلیقۂ مستقیم صاحبِ برہاں خود ہمیں عبارات بس است۔ تا ازیں بیش

از تو چہ آید "، اِسی طرح برہان کی اکثر مہمل عبارتیں نقل کرکے اُسپر ہنستا ہے اور کہتا ہے کہ " در ولایتِ ہند کہ نہ ترکی دانند ونہ پارسی ضبط وتصحیحِ لغاتِ فارسی کے توانند "، ایک جگہ صاحب برہان جامع (جو کہ ایرانی ہے) کا قول برہانِ قاطع کے باب میں نقل کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ " برہانِ قاطع میں لغات بغیر سند اور شواہد کے ذکر کیئے گئے ہیں؛ اُنپر اعتبار نکرنا چاہیے۔ اسمیں کنایات کو بھی علٰحدہ لغت قرار دیتا ہے، اور سُریانی وعبرانی وترکی وژند وپاژند کے غیر مستعمل لغات کے بیان میں، اور ایک ایک لغت کو بار بار مختلف صورتوں سے ذکر کرنے میں؛ تطویلِ لاطائل کرتا ہے "، اِسکے بعد رضا قلی۔ صاحبِ برہان جامع کی تصدیق، اور اُسکے ساتھ اتفاق رائے، کرتا ہے۔ چونکہ مرزا کی لائف میں یہ بیان بے مزہ معلوم ہوگا اس لئیے ہم اِس سے قطع نظر کرتے ہیں جس کو زیادہ تفصیل کے ساتھ دیکھنا ہو وہ فرہنگِ ناصری کو خود ملاحظہ کرے۔

اگرچہ مرزا نے قاطع برہان میں بعض اعتراض غلط کیئے ہیں؛ خصوصاً لفظِ افسوس کے متعلق ایک بڑی فاحش غلطی کی ہے۔ کہ اُسکو لفظ عربی الاصل ماخوذ از اسَف قرار دیا ہے۔ اور اِس غلطی کا اُنھوں نے آخر کار خود بھی اعتراف کیا ہے۔ اور عربی الفاظ کی تحقیق سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے، اور ممکن ہے کہ اِسکے سوا اور بھی کہیں کہیں اُن سے غلطی ہوئی ہو؛ لیکن اگر انصاف سے دیکھا جائے تو قاطع برہاں کے دیکھنے سے مرزا کی سلامتیِ طبع اور ذوقِ صحیح کا کافی ثبوت ملتا ہے اور۔ جیسا کہ وہ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ " فارسی زبان کے قواعد وضوابط میرے ضمیر میں اِس طرح جاگزیں ہیں جیسے فولاد میں جوہر "، فی الواقع فارسی زبان سے اُن کو فطری مناسبت معلوم ہوتی ہے۔ جو رائے کہ اُنھوں نے محض اپنے وجدانِ سلیم کی ہدایت سے برہان کی نسبت قائم کی تھی وہی رائے ایران کے

محققوں نے اُسکی نسبت ظاہر کی ہے ، اور جو غلطیاں اور بے ربطیاں مرزا نے برہان میں بتائی ہیں وہ اور اُنکے سوا اور بے شمار غلطیاں صاحب فرہنگ ناصری نے اُسمیں نشان دی ہیں ۔ اس سے زیادہ ایک ہندوستانی محقق کی سلامتی طبع کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے ؟

مرزا نے قاطع برہاں کے اخیر میں چند فوائد لکھے ہیں ؛ اُنہیں سے فائدۂ اول کا ماحصل یہ ہے کہ "ان فوائد کے پیش کرنے میں چونکہ خود نمائی کی بو آتی ہے اس لئے شاید لوگ یہ کہیں کہ خود ہندوستانی ہوکر ہندوستانیوں کو مسلّم نہ جاننا اور خود زباندانی کا دعوے کرنا بے معنی ہے ۔ سو میں اقرار کرتا ہوں کہ میرا دادا توران سے آیا تھا ، اور میرا باپ دلّی میں پیدا ہوا ، اور میں آگرے میں ۔ حاشا کہ میں اپنے تئیں اہلِ زباں سمجھتا ہوں میں بلاشبہ زباندان ہوں اور میری زباندانی اولاً خداداد سلامتی طبع کی بدولت ہے ؛ جو غلطی کو قبول نہیں کرتی اور بغیر سچائی کے تسلی نہیں پاتی ۔ دوسرے اس وجہ سے ہے کہ میری طبیعت فارسی زبان سے فطرۃً مناسب واقع ہوئی ہے ۔ تیسرے مولانا عبد الصمد کے فیضِ صحبت سے جو مجھکو دو برس تک برابر حاصل رہا ۔ چودہ برس کی عمر میں میں نے اُس سے تربیت پائی ؛ اور باوّن برس مشقِ سخن کی ۔ اب کہ مجھکو چھیاسٹھواں سال ہے ۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں ۔ اور خدا کے سوا کوئی نہیں جان سکتا ۔ کہ ان باوّن برسوں میں اُسنے کس قدر معنی کے دروازے مجھپر کھولے ہیں ؛ اور میری فکر کو کس درجہ کی بلندی بخشی ہے ۔ افسوس کہ لوگوں نے میرے کلام کی خوبی کو نہ سمجھا ؛ اور زیادہ تر افسوس یہ کہ وہ شانِ ایزدی کی شناخت سے محروم رہے ؛ اور میری نظم و نثر کے کرشموں کو آنکھ اُٹھاکر نہ دیکھا ۔ گویا نظیری جنت آرامگاہ کا مقطع میرے حسبِ حال ہے ۔

"تو نظیری ز فلک آمدہ بودی چو مسیح   باز پس رفتی و کس قدر تو نشناخت دریغ"

جتنے آدمیوں نے قاطع برہاں کے جواب لکھے ہیں اُن میں سے بعض کے جواب مرزا نے بھی لکھے ہیں

اور ان جوابوں میں زیادہ تر ظرافت اور شوخیٔ طبع سے کام لیا ہے ۔ کہیں اُنکے طرزِ بیان کا خاکا اُڑایا ہے کہیں اُن کی تحقیقات کا مضحکہ کیا ہے ۔

لطیفہ

مولوی امین الدین کی کتاب "قاطع قاطع" کا جواب مرزا نے کچھ نہیں دیا ؛ کیونکہ اُسمیں فحش اور ناشایستہ الفاظ کثرت سے تھے ۔ کسی نے کہا حضرت ! آپ نے اُسکا کچھ جواب نہیں لکھا ۔ مرزا نے کہا "اگر کوئی گدھا تمھارے لات مارے تو کیا تم بھی اُسکے لات مارو گے ؟

ایک شخص مرزا احمد علی بیگ متوطنِ کلکتہ ہیں ؛ جنھوں نے مرزا کے خلاف ایک مبسوط کتاب مؤید البرہان لکھی ہے ؛ جسکے لکھتے وقت تمام ایشیاٹک سوسائٹی کا کتب خانہ قاطع برہان کے چند اوراق کی تردید کے لئے چھان مارا ہے ۔ اور شل اور مجیبوں کے مرزا کے کسی اعتراض کو تسلیم نہیں کیا ۔ اور جو سبک الفاظ مرزا نے صاحب برہاں کی نسبت استعمال کئے تھے ویسے ہی الفاظ مرزا کی نسبت استعمال کئے ہیں ۔ اپنے تئیں اصفہانی الاصل قرار دیا ہے اور ٹیک چند بہار اور قتیل کی بہت تعریف کی ہے اور اپنی کتاب کی تعریف میں تقریظیں اور تاریخیں لکھواکر کتاب کے آخر میں چھپوائی ہیں اُسکے جواب میں مرزا نے ایک رسالہ موسوم بہ تیغِ تیز لکھا ہے ؛ اور ایک فارسی قطعہ بھی اُن کو لکھکر بھیجا ہے ۔ جسکے چند اشعار یہاں نقل کئے جاتے ہیں ، جو لطف سے خالی نہیں ۔

خواجہ را از اصفہانی بودنِ آبا چہ سود   خالقش در کشورِ بنگالہ پیدا کردہ است
با قتیل و جامعِ برہان و لالہ ٹیک چند   لابہ † و شوگیری و لطف و مدارا کردہ است
داوری گاہے * بنا فرمود و در وے ہر سہ را   منصف و صدر امین و صدر اعلیٰ کردہ است

† لابہ خوشامد ۔ شوگیری طرفداری ۱۲ * داوری گاہ محکمہ ۱۲

گرچنیں با ہندیاں دارد تولا در سخن — من ہم از ہندم چرا از من تبرا کردہ است
مطلب از بد گفتنِ من چیست ؟ گویا نیک مرد — مُزدِ ایں کار از حق - آمرزش تمنا کردہ است
صاحبِ علم و ادب ! وانگہ ز افراطِ غضب — چوں سفیہاں دفترِ نفرین و ذم وا کردہ است
در جدل دشنام کارِ سوقیاں باشد بلے ! — ننگ دارد علم از کارے کہ آغا کردہ است
انتقامِ جامعِ برہانِ قاطع می کشد — آں چہ ما کردیم با وے خواجہ با ما کردہ است
من سپاہی زادہ ام گفتارِ من باید درشت — وائے بر وے گر بتقلیدِ من ایما کردہ است
زشت گفتم - لیک دادِ بذلہ سنجی دادہ ام — شوخیِ طبعے کہ دارم ایں تقاضا کردہ است
میکند تائیدِ برہاں لیک برہاں ناپدید — نیست جز تسلیمِ قولش ہرچہ انشا کردہ است
شستہ طرزِ خرامِ خامۂ برہاں نگار — یا ندانستست یا دانستہ اخفا کردہ است
بہرِ من توہین و بہرِ خویشتن تحسیں جا بجا — ہم مرا، ہم خویش را، ور دہر رسوا کردہ است
یافتم از دیدنِ تاریخہائے آں کتاب — خود بدم گفت و بہ احبابِ خود ایما کردہ است
غازیاں ہمراہِ خویش آورد از بہرِ جہاد — تا نہ پنداری کہ ایں پیکار تنہا کردہ است

قاطع برہان اور اُسکے متعلق مرزا کی جس قدر تحریریں ہیں اُن میں اعتراضوں اور جوابوں کے علاوہ بہت سے بیش بہا فائدے اور لطیف و دلچسپ حکایتیں اور لطائف و ظرائف بھی درج ہیں ۔

لطیفہ لفظِ فراز کو صاحبِ برہان اضداد میں سے گنتا ہے اور فراز کردن کے معنی بند کرنا اور کھولنا دونوں بتاتا ہے ۔ مگر مرزا اِسکو اضداد میں نہیں گنتے ؛ بلکہ اُسکے معنی صرف بند کرنے کے بتاتے ہیں ؛ اور جو اشعار مخالف نے سند میں پیش کئے ہیں مرزا نے اُنھیں اشعار سے اپنے دعوے کی تائید کی ہے ۔ مگر چونکہ ہندوستان کے

تمام فرہنگ نگاروں نے فراز کو اضداد میں شمار کیا ہے - اِسکی بابت مرزا لکھتے ہیں کہ " اسکو امرِ جامع قرار دینا ویسا ہی اجماع ہے جیسا کہ اہلِ شام نے خلافتِ یزید پر اجماع کیا تھا "

لطیفہ صاحبِ برہان کی چند عامیانہ غلطیاں اور اُسکے بیان کی بے ربطیاں ظاہر کرنے کے بعد ایک جگہ لکھتے ہیں " خدا پرستاں ! از بہرِ خدا ایں عربی نفہم فارسی نداں (یعنی جامعِ برہان) نمی پرسم کہ کیست؟ می پرسم کہ چیست ؟ ایک اور جگہ نہایت طیش میں آکر لکھتے ہیں " چوں شناسائی حقیقتِ جوہرِ لفظ ندارد فرہنگ چرا می نگارد ؟ بوریا می بافت ، رسن می تافت ، ہیزم می فروخت ، گلخن می افروخت "

مرزا نے ایک فارسی رسالے کے مؤلف پر - جو قاطع برہان کے جواب میں لکھا گیا تھا ، اور فحش و دشنام سے بھرا ہوا تھا - ازالۂ حیثیتِ عرفی کی نالش بھی کی تھی ؛ مگر جب کامیابی کی امید نہ رہی تو آخرکار اُنھوں نے راضی نامہ داخل کر دیا ۔ اثنائے تحقیقات میں دلّی کے بعض اہلِ علم عدالت میں اس بات کے استفسار کے لئے بُلائے گئے تھے کہ جو فقرے مدعی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کئے ہیں آیا فی الواقع اُن سے فحش و دشنام مفہوم ہوتا ہے یا نہیں ؟ اُنھوں نے غریب ملزم کو سزا سے بچانے کے لئے اُن فقروں کے ایسے معنی بیان کئے جن سے ملزم پر کوئی الزام عائد نہو ۔ اِن مولویوں کا مرزا سے ملنا جُلنا تھا ۔

لطیفہ کسی نے پوچھا حضرت ! اُنھوں نے آپ کے برخلاف شہادت کیوں دی ؟ مرزا نے اپنا فارسی کا یہ شعر پڑھا

ہر چہ در نگری جز بجنس مائل نیست — عیار بیکسیِ من شرافتِ نسبی ست*

---

* یعنی میری بیکسی کی وجہ شرافتِ نسبی ہے کیونکہ ہر شخص اپنی جنس کی طرف مائل ہوتا ہے چونکہ شرافتِ نسبی میں کوئی میرا ہم جنس نہیں ہے اس لئے کوئی میرا ساتھ نہیں دیتا ۔

گمنام خطوں میں گالیاں

جب یہ مقدمہ داخلِ دفتر ہوگیا ایک مدت کے بعد لوگوں نے مرزا کے نام گمنام خط متضمنِ سب و شتم بھیجنے شروع کئے - جن میں شراب نوشی اور بد مذہبی وغیرہ پر سخت نفریں اور طعن و ملامت لکھی ہوتی تھی ۰ اُن دنوں میں مرزا کی عجب حالت تھی ؛ نہایت مکدر اور بے لطف رہتے تھے ۰ اور جب چٹھی رساں ڈاک لیکر آتا تھا تو - اِس خیال سے کہ مبادا کوئی اِسی قسم کا خط نہ آیا ہو - اُن کا چہرہ متغیر ہوجاتا تھا ۰ اتفاق سے اُنھیں دنوں میں نواب مصطفےٰ خاں مرحوم کے ہمراہ میرا دلی میں آنا ہوا ۰ چونکہ مجھکو اِن نالائق گمنام خطوں کے آنے کا حال معلوم نہ تھا ؛ ایک روز مجھسے ایک ایسی غلطی ہوگئی جس کے تصور سے مجھکو ہمیشہ نہایت شرمندگی ہوتی ہے ۰ یہ وہ زمانہ تھا کہ مذہبی خود پسندی کے نشے میں سرشار تھے ۰ خدا کی تمام مخلوق میں سے صرف مسلمانوں کو، اور مسلمانوں کے تہتر فرقوں میں سے اہلِ سُنّت کو، اور اہلِ سُنّت میں سے صرف حنفیہ کو، اور اُن میں سے بھی صرف اُن لوگوں کو جو صوم و صلوۃ اور دیگر احکام ظاہری کے نہایت تقیّد کے ساتھ پابند ہیں ؛ نجات اور مغفرت کے لائق جانتے تھے ۰ گویا دائرۂ رحمتِ الٰہی کو کوئن وکٹوریا کی وسعتِ سلطنت سے بھی - جس میں ہر مذہب اور مِلّت کے آدمی بہ امن و امان زندگی بسر کرتے ہیں - زیادہ تنگ اور محدود خیال کرتے تھے ۰ جس قدر کسی کے ساتھ محبت یا لگاؤ زیادہ ہوتا تھا اُسی قدر اِس بات کی تمنا ہوتی تھی کہ اُسکا خاتمہ ایسی حالت پر ہو جو ہمارے زعم میں نجات اور مغفرت کے لئے ناگزیر ہے ۰ چونکہ مرزا کی ذات کے ساتھ محبت اور لگاؤ بدرجۂ غایت تھا اس لئے ہمیشہ اُنکی حالت پر افسوس آتا تھا ۰ گویا یہ سمجھتے تھے کہ روضۂ رضواں میں ہمارا اُن کا ساتھ چھوٹ جائیگا ؛ اور مرنے کے بعد پھر اُن سے ملاقات نہ ہوسکیگی ۰ ایک روز مرزا کی بزرگی اُستادی، اور کبر سنی کے ادب اور تعظیم کو بالائے طاق رکھکر خشک مغز واعظوں کی

طرح اُنکو نصیحت کرنی شروع کی ۰ چونکہ اُن کا ثقلِ سماعت انتہا کے درجے کو پہونچ گیا تھا، اور اُن سے بات چیت صرف تحریر کے ذریعے سے کیجاتی تھی - نمازِ پنجگانہ کی فرضیت اور تاکید پر ایک لمبا چوڑا لکچر لکھکر اُن کے سامنے پیش کیا - جسمیں اُن سے اِس بات کی درخواست تھی کہ آپ کھڑے ہوکر، یا بیٹھکر، یا ایما و اشارے سے ؛ غرض جس طرح ہوسکے نمازِ پنجگانہ کی پابندی اختیار کریں ۰ اگر وضو نہ ہوسکے تو تیمم ہی سہی ؛ مگر نماز ترک نہ ہو ۰

مرزا کو یہ تحریک سخت ناگوار گذری ؛ اور ناگوار گذرنے کی بات ہی تھی ۰ خصوصاً اِس وجہ سے کہ اُنہیں دنوں میں لوگ گمنام خطوں میں اُنکے اعمال و افعال پر بہت نازیبا طریقے سے نفریں و ملامت کر رہے تھے ؛ اور بازاریوں کی طرح کُھلم کُھلا گالیاں لکھتے تھے ۰ مرزا صاحب نے میری لغو تحریر کو دیکھکر جو کچھ فرمایا وہ سُننے کے لائق ہے ۰ اُنھوں نے کہا " ساری عمر فسق و فجور میں گذری ؛ نہ کبھی نماز پڑھی، نہ روزہ رکھا، نہ کوئی نیک کام کیا ۰ زندگی کے چند انفاس باقی رہگئے ہیں ؛ اب اگر چند روز بیٹھکر، یا ایما و اشارے سے نماز پڑھی ؛ تو اِس سے ساری عمر کے گناہوں کی تلافی کیونکر ہوسکے گی ؟ میں تو اِس قابل ہوں کہ جب مروں میرے عزیز اور دوست میرا مُنہ کالا کریں، اور میرے پاؤں میں رسّی باندھکر شہر کے تمام گلی کوچوں اور بازاروں میں تشہیر کریں، اور پھر شہر سے باہر لیجا کر کتّوں، اور چیلوں، اور کوّوں کے کھانے کو (اگر وہ ایسی چیز کھانا گوارا کریں) چھوڑ آئیں ۰ اگرچہ میرے گناہ ایسے ہی ہیں کہ میرے ساتھ اِس سے بھی بدتر سلوک کیا جائے ؛ لیکن اس میں شک نہیں کہ میں موحد ہوں ۰ ہمیشہ تنہائی اور سکوت کے عالم میں یہ کلمات میری زبان پر جاری رہتے ہیں " لا الٰہ الا اللہ "، " لا موجود الا اللہ "، " لا موثر فی الوجود الا اللہ "۔

شاید اُسی روز جب کہ یہ گفتگو ہوچکی تھی اور مرزا صاحب کھانا کھارہے تھے - چٹھی رساں نے ایک لفافہ لاکر دیا ۰ لفافہ کی بے ربطی اور کاتب کے نام کی اجنبیت سے اُنکو یقین ہوگیا کہ یہ کسی مخالف کا